ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۵۸ قیمت بارہ روپے جون ۲۰۰۰ء

بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ بلوچستان

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امبازی ڈیرہ دون کے ساتھ

تعاون کی اپیل



مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون ہندوستان میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ بحمد اللہ مخلص دینی بھائیوں اور کارکنوں کے جہد مسلسل اور جذبہ ایمانی سے سرشار اہل صوفیہ نوربخشیہ کے جانی ومالی تعاون کی بدولت امبازی ضلع ڈیرہ دون میں ۲۱ مارچ ۱۹۹۹ء سے درس وتدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس مدرسہ میں ۱۰۰ سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں علاقہ لداخ اور نوبراہ سے تعلق رکھنے والے ۲۵ اقامتی طلباء بھی شامل ہیں۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی تعلیم وتربیت، خوراک، پوشاک اور رہائش کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی شایان شان عمارت کی تعمیر کا کام بھی زور شور سے جاری ہے۔ لہذا تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں مقیم ہوں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے صدقات، فطرہ وزکوٰۃ وچندہ جات سے تعاون فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ تاکہ مستقبل میں یہ درسگاہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ ثابت ہو۔

تعاون کے طالب:

۱۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن امبازی ڈیرہ دون

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن پرتاپور نوبراہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۵۸
قیمت بارہ روپے
جون ۲۰۰۰ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

			صفحہ نمبر
فقہ	مجموعۂ شریعت محمدیہ علیہ السلام	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر	
احوالِ صوفیاء	احوالِ شاہ قاسم فیض بخشؒ	غلام حسن نوربخش	
الٰہیات / ادبِ تصوف	حضرت امام جعفر صادقؑ	فریدالدین عطارؒ	
روح اور روحانیت	ہجرت	مولانا شکور علی انور	
ادبِ تصوف	آدابِ سفرہ	علاؤالدولہ سمنانیؒ / مولانا انور	
نوربخشیات	معارفِ نوربخشیہ	غازی محمد نعیم	
تذکرۂ اہلِ وفا	اخوند غلام مہدی سے انٹرویو	محمد علی خلوی / شاہد حسین	
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر	
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	جی۔ ایچ معروفی	
بلدۂ سالک	قارئین کے خطوط	مولانا محمد رضا ضیاء	
تحفۂ ربیع الاول	حلیۂ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ	غازی محمد نعیم	

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وینبغی ان لاّ تقرأ فی الفرائض سورۃ تجب السّجدۃ و النجم واقرأ باسم ربّک ولا سورۃً تفوّت الوقت ولا سورتین بعد الفاتحۃ فی رکعۃٍ واحدۃٍ الاّ والضحیٰ و الم نشرح او الم ترکیف و لایلف قریش. فان کلاًّ منھما بمثابۃ سورۃٍ واحدۃٍ لارتباط المعنیٰ ولو قرأ لا تبطل الصلٰوۃ بقرآء تھا

ترجمہ :

چاہیے کہ فرض نمازوں میں کوئی ایسی سورت نہ پڑھے جس میں سجدہ واجب ہوتا ہو جیسے سورۂ الم السجدہ، حٰم السجدہ، والنجم اور اقراء باسم ربک اور نہ ہی کوئی ایسی سورت پڑھے جو وقت کو ہی چلتا کر دیتی ہو۔ نیز سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ہی رکعت میں دو سورتیں بھی نہیں پڑھنی چاہیے مگر سورۂ والضحیٰ اور سورۂ الم نشرح یا سورۂ الم ترکیف اور سورۂ لایلف قریش کو ایک ہی رکعت میں یکجا کر کے پڑھنا روا ہے، کیونکہ دونوں مقامات پر دونوں سورتیں معنی کے مربوط ہونے کی وجہ سے ایک ہی سورت کی مانند ہیں۔ اگر کوئی ایسی ہی سورت پڑھ لے تو ان کے پڑھنے سے نماز باطل نہیں ہو گی۔

وضاحت :

قراءت نماز کے بارے میں مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کا لحاظ رکھنا بہتر اور مناسب قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ واجب سجدہ والی سورت کا نہ پڑھنا

۲۔ ایسی لمبی سورت کا نہ پڑھنا جو نماز کے وقت کو ہی اختتام پذیر کر دے۔

۳۔ ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد دو سورتوں کو یکجا کر کے نہ پڑھنا۔

۴۔ سورۂ والضحیٰ اور سورۂ انشراح کو یکجا کر کے پڑھنا ایک ہی رکعت میں روا ہے۔

۵۔ سورۂ فیل اور سورۂ قریش کو یکجا کر کے پڑھنا ایک ہی رکعت میں روا ہے۔

۶۔ امور مذکورہ کا لحاظ نہ رکھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

تفصیلِ وضاحت :

۱۔ واجب سجدہ والی سورت کے پڑھنے سے چونکہ سجدۂ تلاوت بھی واجب ہو جاتا ہے اور نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے اندر ہی سجدۂ تلاوت بھی بجالائے۔ اس صورت میں بظاہر واجباتِ نماز کے موالات میں خلل سا پڑنے لگتا ہے۔ اس بنا پر نماز کی بجاآوری کرنے والا واجب سجدہ والی سورت نہ پڑھے تو بہتر ہے۔ انفرادی ادائیگی ہو یا اجتماعی ادائیگی، حکم یکسان ہے۔

اجتماعی ادائیگی کی صورت میں خلل انگیزی کا زیادہ امکان ہے کیونکہ بعض ماموم حضرات تو امام کی تکبیر کے ساتھ سجدۂ تلاوت سمجھ کر سجدہ کریں گے اور بعض ماموم حضرات اختتام قراءت سمجھ کر رکوع کرنے لگ جائیں گے۔ اس طرح نماز میں ایک رنگین صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ لہذا امام کو چاہیے کہ وہ قراءت نماز میں سجدہ واجب کرنے والی کوئی سورت نہ پڑھے تاکہ اجتماعی ادائیگی میں زیادہ خلل انگیزی نہ ہو۔

۲۔ نماز گزار نماز میں کوئی ایسی لمبی سورت نہ پڑھے جس کی وجہ سے نماز کا وقت ہی گزرنے لگ جائے اس سے نماز کی معنوی تقسیم بھی لازم آتی ہے، یعنی نماز کا کچھ حصہ ادا کے طور پر اور کچھ حصہ قضا کے طور پر۔ لہذا ایسی لمبی لمبی سورت کا نہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگر اجتماعی ادائیگی ہو تو بعض ماموم حضرات بعض ضروری دنیوی مشاغل بھی ہوتے ہیں۔ ان کے لیے زیادہ وقفہ کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لہذا وہ تو زیادہ دیر ہو جانے کے خوف سے اجتماعی ادائیگی ہی چھوڑ کر انفرادی ادائیگی کر کے چلے جائیں گے۔ چنانچہ باجماعت ادائیگی کی صورت میں نماز کو زیادہ سے زیادہ ہلکی شکل دینا امام کے لئے ایک حد تک ضروری ہے، تاکہ جملہ ماموم حضرات کے حالات کا لحاظ رکھا جا سکے۔

۳۔ ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کے پڑھنے سے بھی نماز طوالت پکڑ جاتی ہے اور نماز کی طوالت سے بعض ماموم حضرات کافی حد تک اکتا بھی جاتے ہیں اور بعض ماموم حضرات بعض ضروری کام در پیش ہونے کی بنا پر امام کو کوسنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح نماز میں حضور قلب کی کیفیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ پس ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کا یکجا کر کے نہ پڑھنا بہتر قرار دیا گیا ہے۔ خاص کر اجتماعی ادائیگی کی صورت میں امام کے لئے نماز کو طوالت سے محفوظ رکھنے اور ماموم حضرات کے خصوصی احوال وغیرہ کا لحاظ رکھنے کے لئے ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کا نہ پڑھنا افضل قرار پاتا ہے۔

۴۔ ایک ہی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ "والضحیٰ" اور سورۂ "الم نشرح" کو یکجا کر کے پڑھنا بھی اکیلی اکیلی پڑھنے کی طرح بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ معنی کے مربوط ہونے کی وجہ سے یہ دونوں سورتیں آپس میں ملانے پر ایک ہی سورت کا روپ دھار لیتی ہیں۔

۵۔ ایک ہی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فیل اور سورۂ قریش کو یکجا کر کے پڑھنا بھی اکیلی اکیلی پڑھنے کی طرح بہتر قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر بھی معنی کے مربوط ہونے کی وجہ سے یہ دونوں سورتیں آپس میں ملانے پر ایک ہی سورت کا روپ دھار لیتی ہیں۔

۶۔ امورِ مذکورہ کا لحاظ نہ رکھنا بطلانِ نماز کا موجب نہیں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں واجب سجدہ والی سورت پڑھی جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ ایسا کرنا جائز ہے تاہم خلاف اولیٰ ہے۔

وقت نماز کو اختتام تک پہنچانے والی کوئی لمبی سورت کا پڑھنا جائز ہے نماز اس سے باطل نہیں ہوگی تاہم ایسا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کو یکجا کر کے پڑھنا روا قرار پاتا ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوگی تاہم ایسا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

سورۂ والضحیٰ اور سورۂ انشراح کو یکجا کئے بغیر ایک ہی رکعت میں صرف سورۂ والضحیٰ کی قراءت کی جائے تو بھی بہتر ہے اور اسی طرح صرف سورۂ انشراح کی قراءت کی جائے تو بہتر ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر)

احوال صوفیاء سلسلۃ الذہب (گزشتہ سے پیوستہ)

احوالِ حضرت شاہ قاسم فیض بخشؒ

غلام حسن نور بخشی

رسالہ امامیہ:

حضرت شاہ قاسم فیض بخشؒ کے احوال کے تحت آپ سے منسوب بعض کتابوں کا تجزیہ پیش کیا جارہا تھا، اس سلسلے کی آخری کتاب مذکورہ بالا رسالہ ہے جو تقریباً پون صدی سے بلتستان میں نوربخشیوں کے ہاں رائج ہے اور اس کے متعدد قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں اور یہ متعدد بار شائع بھی ہو چکا ہے۔ اس کے دو اردو ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ترجمہ ۱۹۵۶ء میں اخوند ابراہیم عسکری نے کراچی سے شائع کیا اور دوسرا ترجمہ ۱۹۹۶ء میں اخوند محمد تقی کھرکوی نے شائع کیا۔

جس طرح اس کے قلمی نسخے ضخامت اور مضامین کے لحاظ سے مختلف ہیں اسی طرح شائع شدہ ایڈیشنوں میں بھی بہت فرق ہے۔ کچھ باب الصلوٰۃ و صوم پر مشتمل ہیں کچھ میں باب الزکوٰۃ بھی شامل ہے جبکہ آخری شائع شدہ نسخے میں بہت سے اضافے بھی ہیں، آخری نسخے کو مرتب اخوند محمد تقی اور تقریظ لکھنے والوں نے مکمل نسخہ قرار دیا ہے۔ زیر نظر بحث اسی آخری ایڈیشن کی روشنی میں ہے۔

رسالہ امامیہ کا بھی شاہ قاسم فیض بخشؒ سے منسوب کئی دیگر تصانیف کی طرح ان کی تصنیف ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی بھی تذکرے کی کتاب میں سید قاسم فیض بخش کی کسی تصنیف کا ذکر نہیں ہے۔ شاہ قاسم فیض بخشؒ کے مفصل حالات زندگی تحفۃ الاحباب میں درج ہیں لیکن تصنیف و تالیف کے ضمن میں یہ کتاب بھی خاموش ہے۔

۲۔ کتاب کی زبان بلتی برانڈ کی فارسی ہے جو کسی نیم خواندہ بلتی ملا کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ شاہ قاسم فیض بخش جیسے عالم و فاضل اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والے عارف سے جن کی علمی قابلیت سے متعلق شاہ سیدؒ کی شہادت پہلے گزر چکی ہے، ایسی غیر علمی زبان کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ شاہ قاسم فیض بخشؒ نے ایران سے باہر کبھی سفر نہیں کیا۔ وہ ہرات آئے جو اس زمانے میں ایران کا دار لحکومت تھا۔ لیکن اس کتاب میں ایران کے پیمانوں کے علاوہ برصغیر، کشمیر، تبت، شیگر اور کریس کے پیمانوں کا ذکر ہے۔

۴۔ کتاب کے پہلے دوسرے سرورق اور اختتام پر ۸۹۱ھ درج کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ نسخہ فیض بخشؒ کی زندگی میں لکھا گیا لیکن یہ دعویٰ بھی باطل ہے کیونکہ اسی کتاب میں وہ سلسلۃ الذہب منظوم بھی درج ہے جسے میر شمس الدین عراقی کے مرید حاجی جان محمد قدسی نے ۹۱۳ھ میں نظم کیا ہے اور جسے عراقی کے حکم پر خانقاہ نوربخشیہ زڈی بل کی اندرونی دیوار پر کندہ کرایا گیا تھا۔ یہ اس نسخے کی کتابت سے ۲۲ سال بعد کا واقعہ ہے۔ شاعر کی تخلیق سے ۲۲ سال قبل کوئی نظم کیسے درج ہو سکتی ہے؟

۵۔ کتاب میں شاہ جہان کے زمانے میں رائج ہونے

والے اوزان شاہجہانی کا ذکر ہے اور یہ تاریخی واقعہ ہے کہ شاہجہان کو حکومت ۹۹۸ھ میں ملی۔ یہ مذکورہ کتاب کی تصنیف سے ۱۰۷ سال بعد کا واقعہ ہے۔

۶۔ کئی جگہ انگریزی روپے اور اوزان کا ذکر ہے اور یہ برصغیر میں ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد رائج ہوئے ہیں جو کتاب کی تصنیف سے اڑھائی سو سے تین سو سال بعد کا واقعہ ہے۔

۷۔ فیض بخشؒ کے زمانے میں یورپ سے باہر انگریزوں کے نام سے بھی کوئی واقف نہیں تھا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس کتاب میں انگریز کے لئے انگریز اور اس کی زبان کے لیے انگریزی کا لفظ استعمال ہوا ہے حالانکہ انگریز اور انگریزی جیسے الفاظ صرف برصغیر میں بولے جاتے ہیں انگریز خود کو English کہتے ہیں عربی میں انجلیز اور فارسی میں انگلسی مستعمل ہیں۔ یہ حقیقت بھی کتاب کے فیض بخشؒ کی تصنیف ہونے کی بجائے، برصغیر میں لکھی جانے والی کتاب ہونے کی دلیل ہے۔

۸۔ کتاب میں ایسے الفاظ اور تراکیب موجود ہیں جو فارسی میں مستعمل نہیں بلکہ اردو، ہندی اور تبتی زبانوں کے الفاظ ہیں مثلاً بیون، توریق، مبلغ، کلن، پیاز وغیرہ۔

۹۔ اس کتاب میں ایسے مسائل موجود ہیں جو فقہ احوط سے متصادم ہیں حالانکہ میر سید قاسم فیض بخشؒ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے میر شمس الدین عراقی کے ہاتھوں والی کشمیر سلطان الغ بیگ مرزا کے لئے اور کشمیر کے نوربخشیوں کے لئے فقہ احوط کے نسخے بھیجے اور اس کے فروغ کی ہدایت کی۔

ذیل میں اس کتاب میں موجود فقہ الاحوط سے متصادم تعلیمات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

...... فقہ احوط کے مطابق آب قلتین میں حلال گوشت جانوروں کا خون گرنے یا کسی کے استنجاء کرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے اور اس سے وضو جائز نہیں ہوتا جبکہ اس کتاب میں یہ جائز ہے (ص ۲)

...... دعوات صوفیہ اور ذخیرۃ الملوک کے مطابق شرط ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب، عمل بالارکان اور متابعت سنت ہے جبکہ اس کتاب میں تصدیق بوحدانیت، وعدل در افعال، و تصدیق نبوت انبیاء و ولایت ائمہ ہے جبکہ باقی تین شرائط سرے سے موجود ہی نہیں۔

...... فقہ احوط کے مطابق بالعذر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ امامیہ میں باندھنا اور کھولنا برابر۔ (ص ۱۳)

...... جمعہ و عیدین کا خطبہ عربی میں مستحب اور عجمی زبانوں میں درست ہے جبکہ امامیہ میں عربی سے خالی ہونا مستحب (ص ۲۳)

...... میر سید محمد نوربخشؒ کی کتاب الاعتقادیہ اور فقہ احوط کے مطابق ایمان، اللہ تعالیٰ، اللہ کے فرشتوں، اللہ کی کتابوں، اللہ کے نبیوں اور یوم قیامت پر ایمان لانا ہے جو کلمہ ہائے ایمان کہلاتا ہے اور جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر

جبکہ اس کتاب کے مطابق ایمان اول توحید، دوم عدل، سوم نبوت، چہارم امامت ہے جسے مرتب و مترجم نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے تصدیق بوحدانیت، وعدل در افعال و تصدیق نبوت و امامت ائمہ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب گزشتہ کئی عشروں سے سلسلۂ نوربخشیہ میں متداول ہے اور اس کا مصنف بلتستان ہی سے تعلق رکھنے والا کوئی نیم خواندہ ملا ہے۔ اسے غالباً پیش امام لوگوں کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا اور اسی مناسبت (بقیہ ۲۵ پر)

ادبِ تصوف

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

شیخ فرید الدین عطارؒ

ادبِ تصوف کے زیرِ عنوان ہم معزز قارئین کے تصوف کے اہم ترین کتابوں سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطارؒ کی زندۂ جاوید کتاب 'تذکرۃ الاولیاء' صوفیانہ تذکرے کی اولین کتاب ہے۔ گزشتہ ایک قسط میں ہم نے اس شرۂ آفاق کتاب سے حضرت اویس قرنیؓ کے حالات نقل کئے ہیں۔ زیرِ نظر تذکرہ حضرت امام حق ناطق جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے، جو سلسلۃ الذہب کے چھٹے امام اور قطب ہیں۔ آپ حضرت امام محمد باقرؓ کے فرزند اور مرید ہیں اور حضرت امام موسیٰ کاظم کے والد بزرگوار اور پیر و مرشد ہیں۔ تاریخ اسلام میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا علمی پایہ نہایت بلند ہے۔ دیگر عظیم علماء اور فقہا کے علاوہ مشہور کیمیادان جابر ابن حیان بھی حضرت کے شاگردوں میں سے تھا۔ حضرت امام جعفر صادق اہل بیت نبویؐ کے ائمہ تصوف میں سے ہیں اور شیخ فرید الدین عطارؒ نے تبرکاً اپنی کتاب کا آغاز ہی آپ کے ذکر خیر سے کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سلطان ملت مصطفوی، حجت نبوی، صدیق عامل، عالم تحقیق دنیوی، دل اولیاء، جگر گوشۂ انبیاء ناقد علیؑ، وارث نبیؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام عاشق ابو محمد امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم نے ذکر کیا تھا کہ اگر انبیاء و صحابہ واہل بیت کا ذکر کریں تو الگ کتاب کی ضرورت ہوگی اور یہ کتاب چونکہ اولیائے امت کے حالات پر مشتمل ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں۔ تبرکاً امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سے شروع کرتے ہیں۔ وہ چونکہ اہل بیت میں سے تھے اس لئے طریقت کے بارے میں ان کے بہت سے ارشادات ہیں اور بہت سے روایات ان سے مروی ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بار منصور عباسی نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جعفر صادق کو لاؤ کہ میں اسے قتل کردوں۔ وزیر نے کہا کیا آپ اس کو قتل کریں گے جو گوشۂ تنہائی میں بیٹھتا ہے اور عزلت اختیار کی ہے اور دنیا کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہے۔ خلیفہ وزیر سے ناراض ہوا اور کہا کہ اسے ضرور لاؤ تاکہ میں اسے قتل کردوں۔ ہر چند منع کیا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر کار وزیر آپ کو لینے گیا۔ خلیفہ نے ملازموں سے کہا کہ جب صادق آئے اور میں ٹوپی سر سے اتار دوں تو اس وقت صادق کو قتل کردینا۔ خیر صادق تشریف لائے۔ خلیفہ منصور جلدی سے اٹھا اور نہایت عجز سے آپ کی تعظیم کی اور تخت پر آپ کو بٹھایا اور خود نہایت مؤدبانہ طریق سے آپ کے سامنے بیٹھا۔ غلام اس پر متعجب ہوئے۔ منصور نے پوچھا حضور کو کیا حاجت ہے؟ آپ نے جواب دیا بس یہی کہ تو مجھے دوبارہ اپنے پاس نہ بلائے اور چھوڑ دے تاکہ میں عبادت الٰہی میں مشغول رہوں۔ پس خلیفہ نے خلعت وغیرہ اور دیگر اعزازات کے ساتھ رخصت کیا اور اسی وقت منصور پر لرزہ طاری ہو گیا اور بے ہوش ہو گیا اور تین دن اسی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا تو وزیر نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا؟ خلیفہ منصور نے

کہا کہ جب صادق دروازہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک اژدھا کو اس کے ساتھ دیکھا کہ اس کا ایک لب چبوترہ کے اوپر تھا اور دوسرا لب چبوترہ کے نیچے اور اس نے مجھ سے زبان حال سے کہا کہ اگر تو ان کو ستائے گا تو تجھے اس چبوترہ سے نیچے کھینچ لوں گا۔ میں اس اژدھا کے ڈر سے نہ سمجھ سکا کہ کیا کہہ رہا ہوں اور میں نے ان سے معذرت کی اور اس طرح بے ہوش ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت داؤد طائی" حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے فرزند رسول اللہؐ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے سلیمان تو زاہد زمانہ ہے۔ تجھے میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟ حضرت داؤدؒ نے کہا کہ اے فرزند پیغمبرؐ خدا نے آپ کو ہم سب پر فضیلت دی ہے اور آپ پر واجب ہے کہ ہم سب کو نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا اے ابا سلیمان میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھ سے پرسش کرے کہ تو نے کیوں میری متابعت کا حق ادا نہیں کیا۔ نجات نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ اچھے اعمال پر ہے۔ حضرت داؤد یہ سن کر حق تعالیٰ کے حضور میں روئے اور کہا کہ بار خدایا جس شخص کا ظاہر طینت اور ترکیب طبیعت نبوت کے پانی سے ہے اور جس کے نانا رسول ہیں اور ماں بتول ہے وہ اس قدر حیران ہے تو داؤد کیا ہے جو اپنے اوپر ناز کرے۔

ایک دن آپ اپنے غلاموں میں بیٹھے تھے کہ آپ نے کہا آؤ ہم سب بیعت کریں اور آپس میں عہد باندھیں کہ قیامت کے دن ہم میں جو بھی رہائی حاصل کرے وہ باقی سب کی شفاعت کرے۔ غلاموں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے؟ جبکہ آپ کے نانا تمام مخلوق کے شفیع ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے افعال کی وجہ سے شرم دامن گیر ہوتی ہے کہ اس حالت میں قیامت کے دن اپنے نانا کے مبارک چہرے کی طرف دیکھوں۔

جب حضرت امام جعفر صادقؑ نے خلوت اختیار فرمائی اور باہر نہ آئے تو حضرت سفیان ثوریؒ آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ابن رسول اللہ لوگ آپ کے ارشادات قدسیہ سے محروم ہو گئے ہیں آپ نے کیوں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا اب میرا منہ ایسا ہی ہے اور یہ دو شعر پڑھے۔

ذھب الوفا ذھاب انس الذاھب
والناس بین مخاتل" و مارب
یفشون بینھم المؤدۃ والوفا
و قلوبھم محشرۃ بعقارب

نقل ہے کہ ایک بار لوگوں نے حضرت جعفرؑ کو بیش بہا لباس میں دیکھا تو کہا کہ اے ابن رسولؐ یہ لباس تو آپ کے گھر کا معلوم نہیں ہوتا۔ آپ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اپنے آستین میں ڈالا تو اس وقت معلوم ہوا کہ آپ نے اس قیمتی لباس کے نیچے کھردرا ٹاٹ پہن رکھا ہے جو ہاتھوں کو چھلنی کئے دیتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے اور اور وہ خدا کے لئے۔

ایک بار حضرت امام جعفر صادقؑ نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ عقلمند کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو خیر و شر میں تمیز کرے تاکہ وہ دو خیروں میں سے خیر الخیرین کو اختیار کرے اور دو شروں میں سے کم شر کو اختیار کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک بار لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ میں سب ہنر ہیں۔ آپ زاہد بھی ہیں اور کریم بھی اور خاندان کے قرۃ العین بھی لیکن متکبر بھی ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں متکبر نہیں ہوں لیکن مجھے کبریائی حاصل ہے

کہ جب میں نے اپنے سر سے تکبر نکال دیا تو اس واحد کی کبریائی مجھ میں سما گئی۔ آپ نے فرمایا تکبر سے تکبر نہ کرنا چاہیے اس کی کبریائی سے کبر زیبا ہے۔

ایک بار ایک شخص کی روپوں کی تھیلی جاتی رہی۔ وہ شخص حضرت صادق سے جھگڑنے لگا کہ تو نے اٹھالی ہے اور آپ کو نہ پہچانا کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس میں کتنی رقم تھی۔ اس نے جواب دیا ایک ہزار دینار۔ پس آپ اسے گھر لے گئے اور دو ہزار دینار دے دیئے۔ اس کے بعد اس آدمی نے اپنے روپے کو ایک دوسری جگہ پالے اور حضرت کے دیئے ہوئے روپے واپس کرنے گیا اور کہا کہ میں نے غلطی کی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اب واپس نہ لوں گا۔ اس کے بعد اس نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک دن آپ اکیلے راستے پر جا رہے تھے اور اللہ اللہ کہتے تھے اور ایک جلا ہوا آدمی بھی آپ کے عقب میں جاتا تھا اور اللہ اللہ کہتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اے اللہ میرے پاس کپڑا نہیں اور میرے پاس ایک جبہ بھی نہیں۔ آپ کو اسی وقت ایک پاکیزہ کپڑا مل گیا۔ آپ نے پہن لیا۔ وہ جلا ہوا آدمی آپ کے سامنے آیا اور کہا اے خواجہ میں بھی اللہ کہنے میں تمہارا شریک تھا۔ اب وہ اپنا پرانا جبہ مجھے دے دو۔ آپ کو یہ بات پسند آئی اور وہ پرانا جبہ آپ نے اسے دے دیا۔

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے خداوند دکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا تو نے نہیں سنا کہ موسیٰ کو کہا گیا تھا کہ لن ترانی یعنی تم مجھ کو کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ اس نے کہا ہاں لیکن یہ ملت محمدیؐ ہے کہ ایک شخص فریاد کرتا ہے کہ میرے دل نے پروردگار کو دیکھا دوسرا نعرہ لگاتا ہے کہ میں نے اس پروردگار سے عہد نہیں کیا جس کو دیکھا نہیں آپ نے حکم دیا کہ اسے باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ لوگوں نے اسے باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا۔ پانی اسے نیچے لے گیا اور پھر اسے اوپر لایا۔ اس نے کہا اے ابن رسول الغیاث الغیاث۔ آپ نے فرمایا اے پانی اسے پھر نیچے لے جا۔ پانی اسے نیچے لے گیا اور پھر دوسری بار اس کو اوپر لایا حتیٰ کہ وہ اسی طرح نیچے لے جاتا تھا اور اوپر لے آتا تھا اور وہ حضرت صادق سے پناہ طلب کرتا تھا اور جب دجلہ میں غرق ہو گیا اور لوگوں نے اس سے امید منقطع کر لی اور پھر ایک بار پانی نے اسے باہر اچھالا تو اس نے کہا الٰہی الغیاث الغیاث۔ آپ نے لوگوں سے کہا اسے باہر نکال لو۔ لوگوں نے اسے باہر نکال لیا۔ ایک ساعت اس کو اسی طرح رہنے دیا تاکہ اس کے حواس ٹھکانے آجائیں پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے کہا جب تک میں غیر کی پناہ چاہتا تھا اس وقت میں حجاب تھا۔ جب میں نے پورے طور پر اس کی پناہ چاہی اور بے قرار ہوا تو میرے دل میں ایک روزن کشادہ ہو گیا۔ پھر میں نے وہاں اسے دیکھا۔ یہاں تک کہ میری بے قراری دور ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب تک کہ تو خیال صادق کو بلاتا تھا جھوٹا تھا اب اس روزن پر نگاہ رکھ اور فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ خدا کسی چیز پر ہے یا کسی چیز سے ہے وہ کافر ہے اور فرمایا کہ ہر وہ گناہ جس سے دل میں عذر ہو اور آخر میں عذر وہ بندہ کو حق تعالیٰ سے نزدیک کرتا ہے اور وہ عبادت جس کے اول میں امن ہو اور آخر میں غرور وہ بندہ کو حق تعالیٰ سے باز رکھتی ہے اور متکبر عبادت کرنے والا عاصی ہے اور عاصی عذر کے ساتھ اطاعت کرنے والا۔ لوگوں نے پوچھا کہ درویش صابر فضیلت رکھتا ہے یا تونگر شاکر۔ آپ نے فرمایا کہ درویش صابر کیونکہ تونگر کا دل پیسہ کی جانب ہوتا ہے اور درویش کا خدا کی طرف اور فرمایا کہ عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی کیونکہ خدا



قاسم کراچی نے پہلی جماعت میں دوم آ کر میڈل حاصل کیا



[illegible] حسین کراچی نے پہلی جماعت میں اول آ کر گولڈ میڈل حاصل کیا



ارکینِ انجمن صوفیہ نور بخشیہ کوئٹہ کی امام مسجد مولانا اخوند مہدی صاحب کے ساتھ ایک یادگار تصویر



حاجی محمد حسین ہوشے

تعالیٰ نے توبہ کو مقدم کیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے۔ اور فرمایا کہ خدا کے ذکر میں توبہ کا ذکر نا توبہ سے غافل رہنا ہے اور حقیقت میں خدا تعالیٰ کو یاد کرنا ایسا ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام اشیاء کو فراموش کر دے کیونکہ حق تعالیٰ اس کے لئے تمام اشیاء کا عوض ہے اور فرمایا کہ اس آیت میں کہ میں اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہوں درمیان میں سے واسطہ اور علیحدہ کو دور کر دیا ہے تاکہ لوگ جانیں کہ وہ عطائے محض ہے۔ اور فرمایا کہ مؤمن وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے خدا کے ساتھ قائم رہے اور فرمایا کہ جو شخص نفس کو نفس کے مجاہدے میں ڈالتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کرامات تک پہنچ جائے گا اور جو شخص نفس کے ساتھ مجاہدہ خدا کے لئے کرتا ہے وہ خدا تک پہنچ جائے گا اور فرمایا کہ الہام مقبولوں کے وصف میں سے ہے اور بلا الہام استدلال کرنا راندۂ درگاہ کی علامت ہے اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ بندہ میں اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جتنا کہ اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کا چلنا۔ اور فرمایا کہ عشق الٰہی نہ مذموم ہے اور نہ محمود اور فرمایا کہ دیکھنے کا راز اس وقت مجھ پر ثابت ہوا کہ جب دیوانگی کا خط مجھ پر کھینچا گیا اور فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اس میں بھی ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہے اور فرمایا کہ پانچ لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو ایک جھوٹے آدمی سے کیونکہ ہمیشہ اس کے ساتھ غرور میں رہو گے۔ دوسرے احمق آدمی سے کہ وہ ہر چند تیرا فائدہ چاہے گا لیکن تیرا نقصان کرے گا اور نہ جانے گا۔ تیسرے بخیل کیونکہ وہ سب سے اچھا وقت تیرا ضائع کرے گا۔ چوتھے بزدل آدمی سے کہ وہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دے گا پانچویں فاسق سے کہ وہ تجھ کو ایک لقمہ کے عوض فروخت کر ڈالے گا اور لقمہ سے کم کا طمع کرے گا۔ (باقی صفحہ ۱۳ پر)

روح اور روحانیت (گزشتہ سے پیوستہ)

ہجرت

مولانا شکور علی انور فاضل عربی ۔ بی اے

ہجرت :

نفس کے خدشات اور خطرات سے بچنے کے لئے ریاضت اور مجاہدے کے اصول کو اپنایا جاتا ہے جس کا ذکر گزشتہ اقساط میں ہو چکا ہے۔ لیکن اس ضمن میں ایک اور عمل جو حیاتِ انسانی سے وابستہ ہے وہ عمل ہجرت ہے۔ اس کے ذریعے اپنے دشمن سے بچ نکلنے اور منزل مقصود کو پانے کے سلسلے میں وسیلہ تلاش کیا جاتا ہے۔ خالق کائنات نے اس کے فوائد اور فضائل کو بھی خوب واضح فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل للہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عنداللہ واولئک ھم الفائزون ٥

(سورۃ توبہ آیت ۲۰)

"اے ایمان والو تم میں سے جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان دے کر ہجرت کی وہ خداوند عالم کے ہاں بہت بڑے درجے کے حامل ہیں۔ ہاں صرف وہی لوگ اللہ کے ہاں کامیاب ہوں گے۔"

اس حوالے سے جہاد کی کامیاب کوشش کو یوں سراہا گیا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ان اللہ مع المحسنین ٥

(سورۃ عنکبوت)

"جو لوگ ہماری رضا کی خاطر جہاد کرتے ہیں، ہم ان کو ضرور اپنی راہوں پر لگا دیتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالی احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اہل احسان یعنی اہلِ تصوف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی بنیاد یہ ہے کہ انہوں نے جہادِ ظاہری اور جہادِ باطنی دونوں کا خیال رکھا اور خدا کے دین کی حفاظت کی۔ اللہ کے لئے اپنی جان اور مال و اسباب کو قربان کیا۔ یہی لوگ احسان کرنے والے بھی ہیں اور کامیابی کے حق دار بھی ہیں۔ یہی وہ اہلِ طلب ہیں جن کے بارے میں اقبالؔ کہتے ہیں :

در بیابان طلب دیوانہ شو
یعنی ابراہیم این بت خانہ شو

حقیقی مہاجر :

ہجرت سے مراد اللہ اور رسول کی خاطر اپنے گھر بار املاک اور جائیداد چھوڑ کر کسی دوسری جگہ نقل مکانی کرنا ہے۔

اس ہجرت کا ایک پہلو ظاہری اور دوسرا باطنی۔ اگر اس ہجرت کے ظاہری لباس اور تلفظ مقال کو سامنے رکھا جائے تو یہ ہجرت عالم ظاہر میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی جانب سفر اختیار کرنا ہے۔ باطنی معنوں میں اہل عرفان کے نزدیک اس سے مراد تمام رذائل اوصاف سے اوصافِ حمیدہ کی طرف سفر ہے۔

سالک جب حقیقی مرشد کے دائرہ اثر میں آنے کے

بعد تمام ذاتی چاہتوں کو چھوڑ کر بلند اخلاقی قدروں اور پوشیدہ محمود صلاحیتوں کی تکمیل کے لئے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی کامل رہنمائی فرماتا ہے اور سیر الی اللہ کی توفیق سے نواز دیتا ہے ۔

قرآن مجید میں ایسے کئی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے کہ

ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین (سورۃ الشعرآء آیت ۲۱)

"اور میں تم سے ڈرا تو میں (شہر مدین) چلا گیا اور میرے رب نے مجھے حکم یعنی علم اور نبوت عطا فرمایا۔"

یعنی حضرت موسیٰؑ کو اپنے دشمنوں سے فرار اختیار کرنے اور ہجرت کرنے کی بدولت حکومت اور پیغمبری کی نعمت عطا ہوئی۔ اسی طرح جب بندہ اپنی محبوب چیزوں کو یعنی منہیات و بدعات کو چھوڑ کر ان سے راہِ فرار اختیار کر لیتا ہے اور خطاو عصیان سے بھاگ نکلنے کا راستہ اختیار کر لیتا ہے تو حقیقت کی زبان میں وہ مہاجر کہلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ

"حقیقی مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے ہجرت کرے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ مسافر خدا کو بہت پسند ہے۔ جب لوگوں نے حضورؐ استفسار کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ مسافر کون ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا مسافر وہ لوگ ہیں جو اپنے دین کے تحفظ کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور وہ سب قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ابن مریم کے پاس اکٹھے ہوں گے۔

اہل ریاضت و مجاہدہ بھی حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو اپنے دین اور ایمان کے تحفظ کے لئے دنیا کے کونے کونے میں بھاگتے پھرتے ہیں۔ وہ اہل کفر اور شیطان سے بھاگتے ہیں اور تقویٰ اور طہارت کے مدارج طے کرتے ہیں، دنیا سے بھاگتے ہیں اور دین کو سنبھالتے ہیں۔

چنانچہ دین اور ایمان کی سلامتی ڈھونڈنے والوں کو خدائے کریم اپنی رحمت اور عنایات سے بہرہ مند فرماتے ہیں جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

فضل اللہ یوتیه لمن یشآء (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۵)

"یہ خدا کا فضل ہے جس کو وہ چاہے عطا فرماتا ہے۔"

خواہشات سے فرار:

سالکین اگرچہ دشمنانِ اسلام سے نبرد آزما ہونے کو اپنا فرض عین سمجھتے ہیں لیکن اس سے بڑھ کر اپنے عظیم دشمن اور ہلاکت انگیز عدو شیطان سے مقابلہ کرنے کو بھی لابدی خیال کرتے ہیں۔ خواہشاتِ نفس چونکہ شیطان کے کارندے ہیں اس لئے جب تک انسان اس لشکر سے مغلوب اور شکست خوردہ ہے وہ روحانی دنیا میں فتح و کامیابی سے محروم رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتبعواللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغدو واتقوا اللہ ان اللہ خبر بما تعملون (سورۃ الحشر آیت ۱۸)

"اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور ہر حال میں دیکھو کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔"

پس ذی شعور انسان اپنے حقیقی دشمنوں یعنی نفس

اور شیطان سے خبردار رہتا ہے اور ان سے فرار اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

ففروا الی اللہ

"تم ماسوا اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف دوڑو۔"

غفلت کے نتائج :

غفلت اور لاپروائی وہ تباہ کن رویے ہیں جن سے انسان کے دل میں نہ صرف قسم قسم کی برائیاں جگہ بنا لیتی ہیں بلکہ اس کا نور بصیرت بھی معدوم ہوتا جاتا ہے۔ وہ خود احتسابی کی دولت سے محروم ہوتا جاتا ہے اور ذات کبریا سے بے نیاز ہو کر فسق و فجور میں مبتلا ہوتا جاتا ہے جس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون (سورۃ الحشر آیت ۱۹)

"اور (اے ایمان والو) ان جیسے نہ ہونا جو اللہ کو بھول بیٹھے ہیں تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا ہے اور ان کو اپنی جانیں بھی یاد نہیں اور وہی فاسق لوگ ہیں۔"

چنانچہ سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہیں کہ اللہ سے ڈرے اور اس کی قدرت کا خوف کھائے کیونکہ وہ ہمارے اعمال سے باخبر ذات ہے۔

آیت واتقوا اللہ ان اللہ خبیر" بما تعملون کی تفسیر میں حضرت ابو اللیث فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ طلب آخرت کی وجہ سے اپنی گزشتہ زندگی پر غور کرتا ہے تو یہ فکر اس کے دل کے لئے غسل کا کام دیتا ہے۔ فرمان مصطفویؐ ہے کہ ایک گھڑی کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ ہر عقل مند کو لازم ہے کہ وہ اپنی گزشتہ گناہوں کی معفرت طلب کرے۔ جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور توشۂ آخرت تیار کرے۔ امیدوں کو کم کر کے توبہ میں جلدی کرے۔ اللہ کا ذکر کرتا رہے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرتے ہوئے نفس کو صبر پر آمادہ کرے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے۔ نفس ایک بت ہے اور جو نفس کی پیروی کرتا ہے وہ بت پرستی کرتا ہے اور جو اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اپنے نفس پر جبر کرتا ہے۔

اس بیان سے واضح ہوا کہ دین کی تباہی اور بربادی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کا نتیجہ ہے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا ہمیشہ یہ شعار رہا کہ وہ دین کے مفاد کی خاطر نفس کی خواہشات کو ہمیشہ ضبط کرتے رہے۔

چنانچہ مالک بن دینار کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ بصرہ کے بازار سے گزر رہے تھے۔ آپ کی نظر انجیر پر پڑی جیب میں کچھ نقدی موجود نہ تھی۔ آپ نے دکاندار سے کہا کہ میرے جوتے لے لو اور انجیر دے دو۔ دکاندار نے پرانے جوتے کے عوض انجیر دینے سے انکار کیا تو آپ چل دیئے۔ جب دکاندار کو پتہ چلا کہ مانگنے والا کون تھا تو فوراً انجیروں کی پوری ٹوکری غلام کے حوالے کی اور کہا کہ اگر مالک ابن دینار یہ پوری ٹوکری قبول فرمائیں تو اس خدمت کے عوض تو آزاد ہوگا۔ اس غلام نے حاضر خدمت ہو کر بہت کوشش کی کہ وہ آپ کسی طرح ٹوکری قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اس ٹوکری کے قبول کرنے میں تیرے لئے آزادی ہے لیکن میرے لئے ہلاکت ہے اور میں دین کے مفاد کے عوض مرتے دم تک اسے قبول نہیں کروں گا۔"

حضرت مالک ابن دینارؒ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک آپ قریب المرگ تھے۔ آپ کے دل میں گرم روٹی کا ثرید کھانے کی خواہش پیدا ہوئی جس میں شہد اور دودھ ملا ہوا ہو۔ آپ نے خادم

کو حکم دیا اور جب وہ کھانا تیار کر کے لے آیا تو آپ نے کھانا دیکھ کر فرمایا۔ "اے نفس تو نے تیس سال صبر کیا، کیا اب زندگی کے آخری لمحات میں صبر نہ کرے گا؟" چنانچہ آپ کچھ کھائے پیے بغیر ہی واصل حق ہو گئے۔

حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو تنہا کسی شہر کو فتح کر لیتا ہے۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو فنا کر رہا ہے اسے رحمت کے کفن میں لپیٹ کر کرامت کی زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جو ضمیر کو ختم کر کے بے ضمیر ہو جاتا ہے اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر عذاب کی زمین میں دفنا دیا جاتا ہے۔

ایک اور سبق آموز واقعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے ایک رات نانِ جویں پیٹ بھر کر کھالی اور اللہ کے دربار میں حاضر نہ ہو سکے۔ اس پر وحی الٰہی نازل ہوئی کہ اے یحییٰ تو نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر کوئی ٹھکانا تلاش کر لیا؟ مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم اگر تو جنت کا نظارہ کر لے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے اور اس لباس کی جگہ لوہے کا لباس پہن لے۔

پس دیکھنا چاہیے کہ ہم اگر نفسانی خواہشات کے درپے ہو کر دین فروشی اور خدا فراموشی کے مرتکب ہوتے ہیں تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ گو کہ خدا کے کسی نیک بندے کے لئے اس کا تصور بھی محال ہے لیکن افسوس کہ علماء، صلحاء اور اہلِ دانش بھی نفس پرستی میں ملوث ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ : حضرت امام جعفر صادقؒ

اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے دنیا میں ایک بہشت اور ایک دوزخ پیدا کیا ہے۔ بہشت تو عافیت ہے اور اذیت دوزخ ہے۔ بہشت یہ ہے کہ اپنا کام خدا کے سپرد کرے اور دوزخ یہ ہے کہ اپنا کام اپنے نفس کے حوالے کرے اور فرمایا کہ اگر دشمن کی صحبت اولیاء اللہ کے لئے مضر ہوتی تو آسیہ کو فرعون سے ضرر پہنچتا اور اولیاء کی صحبت اعداء کے لئے نافع ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی عورتوں کو فائدہ پہنچتا۔ لیکن یہ کہ تنگی کشادگی سے پہلے نہیں ہوتی۔ آپ کے ارشادات تو بہت ہیں لیکن میں نے تاسیس کے طور پر چند کلمات پر ہی اکتفا کیا ہے ☆

بقیہ : آدابِ سفرہ

بایاں پاؤں کو پہلے داخل کرے اور پھر دایاں پاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب مالابد منہ میں جیسا ذکر کیا ہے ایسا ہی کرے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

وضاحتِ مترجم:

(اکتیسویں ادب کی عبارت متن میں موجود نہ تھی اس لئے شمار کے لحاظ سے ترجمے میں ۸۱ کے بجائے آداب کی مجموعی تعداد صرف ۸۰ ہو گئی ہے۔ تاہم ترتیب کو بحال رکھا گیا ہے۔)

خودی کے سنگھاسن کو ہے زہرِ ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اُس کی آب
اقبالؔ

ادب تصوف

رسالہ آدابِ سفرہ

تصنیف: شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ ترجمہ: مولانا شکور علی انور

تعارف:

ادب روح تصوف ہے۔ رسالہ آدابِ سفرہ جو دسترخوان کے آداب کے بارے میں ہے جو شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کی تصنیف ہے۔ بعض محققین نے جن میں ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر اور ڈاکٹر محمد ریاض شامل ہیں اس رسالے کو شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی تصانیف میں شامل کیا ہے، تاہم مولانا غلام حسن، نجیب مائل ہروی اور میری تحقیق کے مطابق یہ رسالہ شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کی تصنیف ہے۔ اس رسالے کی عمومی افادیت کے پیش نظر ہم اس کا ترجمہ نذر قارئین کرتے ہیں۔

ترجمہ آدابِ سفرہ:

حمد و ثنا اس شہنشاہ کے لئے زیبا ہے جو تمام مخلوقات کو پردۂ عدم سے معرض وجود میں لے آیا پھر اپنی مضبوط حکمت عملی کے ذریعے اشرف الخلائق فرشتوں کو آدم کے قدموں میں سجدہ ریز کرایا اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے حساب درود ہو جن سے محبت کرانے کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا اور آپ کے اخلاق اور ادب کی بناء پر تمام موجودات سے آپ کو برگزیدہ ٹھہرایا اور آپ کے اہلبیت اور دوستوں اور تابعداروں پر بھی ابد الابد تک درود و سلام ہو۔

الغرض حق تعالیٰ جل شانہ نے بنی آدم کو اس کی بقا کے لئے ایک ایک لقمے کا محتاج بنادیا تاکہ دور کو نزدیک کردے اور اپنی کشش کے لئے روحانی قوت کا مرکب تیار کرے جس کے ذریعے وہ بآسانی اپنی منزل مقصود کی طرف عروج حاصل کرے اور عالم حقیقت تک رسائی پاسکے۔

لہذا ضروری سمجھا کہ ایسے آداب کو بیان کروں جو غذا کھانے سے متعلق ہیں تاکہ ایسے امور کا اہتمام کیا جائے جو سفلی اور ظلماتی قوائے روح کو علوی اور نورانی قوتوں تک پہنچانے میں مدد و معاون ثابت ہوں اور یہ امور اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ آداب ہیں جیسا کہ آیت قرآنی قد افلح من زکّٰھا "جس نے اسے پاکیزہ کردیا اس نے فلاح پائی" سے اشارہ ملتا ہے اور ان آداب کو چھوڑ دینے کی صورت میں غذا حیوانی قویٰ کو مضبوط کرنے کا سبب بنتا ہے جو اخلاق ذمیمہ کا باعث اور خراب نتائج پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے چنانچہ وقد خاب من دسّٰھا "جس نے نفس کو گندا کیا وہ بے شک ناکام ہوا" یہ عبارت انہی باتوں کا مصداق ہے۔ نعوذباللہ من ذالک۔

لہذا حق کے طلب گاروں کو چاہئے کہ ان آداب پر عمل کریں اور ان کی رعایت کرتے ہوئے زندگی کے اس سرچشمے تک پہنچیں جو حیات ابدی کا باعث ہیں۔

اے طالبِ صادق وہ آداب یہ ہیں:

۱۔ پہلا ادب یہ ہے کہ کھانا رزق حلال سے ہو۔

۲۔ مشتبہ کھانے سے اجتناب کیا جائے۔

۳۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر مشتبہ کھانا کھانا پڑے تب بھی نفس کی رغبت بڑھنے کی صورت میں اسے ترک کردیا جائے۔

۴۔ کھانے کی پاکیزگی کا سختی سے خیال رکھے۔

۵۔ ضرورت سے زیادہ نہ کھائے۔ اعتدال کو مد نظر رکھے یعنی نہ اتنا کم کھائے کہ اس کا دھیان ہر وقت کھانے کی طرف لگا رہے اور نہ اتنا زیادہ کھائے کہ جسم بوجھل ہو جائے اور عبادت سے رہ جائے۔

۶۔ کوشش یہ کرے کہ اکیلا نہ کھائے (بلکہ کسی اور کو شریک دستر خوان کیا جائے)

۷۔ اگر جو کی روٹی میسر ہے تو گندم کے حصول میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔

۸۔ کھانا پکانے کے دوران باوضو رہا جائے۔ اور

۹۔ خدا کا ذکر زبان پر جاری رہے۔

۱۰۔ کھانا تیار ہو اور دستر خوان چنا جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اور

۱۱۔ یہ دعا بھی پڑھے اللھم من عندک البرکۃ بارک لنا فیہ "اے اللہ تجھی سے برکت ہے اس میں ہمیں برکت عطا فرما۔"

۱۲۔ اللہ سے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کھانے کو نیک لوگوں کا حصہ بنا دے۔

۱۳۔ آستینوں کو اوپر چڑھائے۔

۱۴۔ دستر خوان کو دائیں بغل میں دبائے اور نمک دانی بائیں ہاتھ میں اور پلیٹ کو دائیں ہاتھ میں اٹھائے۔

۱۵۔ جب دستر خوان بچھ جائے تو سب سے پہلے روٹی صدر محفل کے آگے رکھے۔

۱۶۔ جب کھانے کے تمام برتن رکھے جا چکیں تو صلا کرے یعنی کھانے کی دعوت دی جائے۔

۱۷۔ جب سب ساتھی دستر خوان کے گرد بیٹھ چکیں تو آمین کہے اور صدر محفل یہ دعا کرے۔

اللھم طیب ارزاقنا و حسن اخلاقنا و بارک لنا فیما ارزقنا و ارزقنا خیراً منہ

"اے اللہ ہمارے رزق کو پاکیزہ بنا دے اور ہمارے اخلاق کو اچھا کر دے اور ان دونوں میں برکت عطا کر جن کو تو نے ہمارا نصیب بنا دیا اور اس سے بھی بہتر ہم روزی عنایت فرما۔"

پھر لوگ آمین کہیں اور کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

۱۸۔ سب سے پہلے انگلی پر نمک لگا کر چاٹ لے۔

۱۹۔ چاہئے کہ ہر ایک فرد اپنے سامنے سے کھائے۔

۲۰۔ چاہئے کہ دوسروں کے لقموں کی طرف نہ دیکھے۔

۲۱۔ لقمہ منہ کے دائیں حصے میں ڈالے۔

۲۲۔ کھانا آہستہ چبائے مگر وہ جن کے دانت نہیں ہوتے وہ آہستہ چبانے سے معذور ہیں۔

۲۳۔ کھانا خوب اچھی طرح چبایا جائے۔

۲۴۔ جب تک منہ کے جو لقمے کو نگل نہ لیں ہاتھ دوسرے لقمے کی طرف نہ بڑھائے۔

۲۵۔ اگر لقمہ کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھنا یاد نہ رہا ہو تو کم از کم کوئی سا ذکر پڑھتا رہے اور اگر تسبیح اور حمد پڑھ سکے تو بھی بہتر ہے۔

۲۶۔ کسی کا چبا ہوا نہ لے۔

۲۷۔ ساتھیوں کو لقمہ توڑ کر نہ دے۔

۲۸۔ کھانا دو یا تین انگلیوں سے کھائے بہر حال ۲۲ لقمے لیں لیکن چوتھی انگلی سے مدد ہرگز نہ لے۔

۲۹۔ سر کو پلیٹ سے دور رکھے۔

۳۰۔ خیال رکھے کہ دستر خوان پاؤں کے نیچے نہ آئے۔

۳۱۔ بائیں ہاتھ سے داڑھی کی حفاظت کرے تاکہ کھانے سے

آلودہ نہ ہو جائے۔

۳۲۔ کھاتے وقت اپنے نفس کی یوں سرزنش کرے کہ (اے نفس) تمہاری ناپاک صحبت اس پاکیزہ لقمہ کو ناپاک نہ بنا دے اور مجھے زحمت میں نہ ڈالے تاکہ اس کے شر کا ازالہ ہو سکے۔

۳۳۔ روٹی دونوں ہاتھوں سے نہ توڑے اور نہ ضرورت سے زیادہ توڑے۔

۳۴۔ تکیہ کا سہارا لے کر یا لیٹ کر اور آلتی پالتی مار کر نہ کھائے بلکہ دوزانو ہو کر اس طرح بیٹھے کہ دایاں پیر یعنی گھٹنا اٹھا ہوا ہو اور بائیں پیر کی پنڈلی زمین پر بچھی ہوئی ہو۔

۳۵۔ کھانے کے دوران ناک ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے اندر کھجانے سے احتراز کرے۔

۳۶۔ خادم کو مرغن اور شیرین کھانا دے۔

۳۷۔ کھانے کے درمیان انگلیوں کو (باربار) نہ چاٹے بلکہ کھانے کے آخر میں چاٹے اور ہاتھ دسترخوان کے کپڑے سے صاف کرے۔

۳۸۔ گوشت ہاتھ سے کاٹ کر کھائے۔

۳۹۔ خیال رکھے کہ کھانا زمین پر نہ گرنے پائے۔

۴۰۔ جب تک ساتھی کھاتے رہیں میزبان خود بھی ہاتھ چلاتا رہے۔

۴۱۔ کھانا کھانے کے دوران پانی نہ پیے اور اگر ضرورت پڑ جائے تو ان انگلیوں سے گلاس اٹھا کر پیے جو کھانے میں ملوث نہ ہوں۔

۴۲۔ اثنائے طعام لقمے کے ساتھ انگلیوں کو منہ کے اندر نہ جائے

۴۳۔ کھانا کسی خانقاہ یا لنگر سے کھانے کی صورت میں ملوث شدہ برتن کو چاٹ کر صاف کرے ایسا کھانا جس کو دوسرے بھی پسند کرتے ہو تھوڑا چھوڑ دیا جائے تاکہ دوسرے خواہشمند حضرات بھی اس سے تبرک حاصل کر سکیں۔

۴۴۔ کھانے کا آغاز اور اختتام نمک پر کرے۔

۴۵۔ اگر کھانے سے کچھ دسترخوان پر گر جائے تو اسے کسی فالتو کپڑے سے صاف کرنا چاہئے۔

۴۶۔ کھانا کھا چکنے کے بعد سب سے پہلے بچی کھچی روٹیاں اکٹھی کرے پھر پانی اور دیگر سامان اٹھائے۔

۴۷۔ جب دسترخوان سمیٹ چکے تو صدر محفل دعا کرے اگر صدر محفل اس وقت موجود نہ ہو تو ان کا نائب دعا کرے۔ دعا یہ ہے۔

اللھم اغفر صاحب العطام ولا کلہ ولمن سعی فیھم ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الحمد للہ اولاً و آخراً

"اے اللہ کھانا کھلانے والوں (میزبان) اور کھانے والوں اور ان لوگوں کی جو کھانا بنانے میں شامل رہے اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کی بخشش فرما اور تمام تعریف اول اور آخر میں اللہ ہی کے لئے ہے۔"

(اس کے علاوہ بھی کوئی مناسب دعا مانگی جا سکتی ہے۔)

۴۸۔ دانتوں میں تیلیوں سے خلال کرے۔

۴۹۔ میزبان کے لئے یوں دعائے خیر کرے۔ بشرک اللہ بالجنۃ "اللہ تجھے جنت کی خوشخبری عطا کرے۔"

۵۰۔ تیلیاں انگلیوں کے بیچ میں پکڑے اور تیلیاں دینے والے کی تعریف کرے (یعنی شکریہ ادا کرے)

۵۱۔ دانتوں کے درمیان سے نکالے گئے ذرات کو نہ کھائے بلکہ رومال سے صاف کرے۔

۵۲۔ خلال کے بعد ہاتھوں کو دھو ڈالے۔

۵۳۔ کھانا کھانے کی طرح ہاتھ دھوتے ہوئے آستین اوپر

چڑھائے۔

۵۴۔ چلمچی کو پہلے صدر محفل کے آگے رکھے اور آفتابہ بائیں ہاتھ میں پکڑے اور صابون سیدھے ہاتھ میں اٹھائے رکھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے۔ صابون کو خادم کے ہاتھوں میں رکھنے سے پہلے صاف پانی سے دھوڈالے۔

۵۵۔ ہاتھ دھونے کے دوران زیادہ مبالغہ سے باز رہے پس صاف ہو جائے تو مزید شستنی نہ کرے۔

۵۶۔ جب منہ میں پانی دے کر کلی کرے تو پانی گراتے ہوئے ہاتھوں سے آگے کی طرف پردہ کرے تاکہ دوسرے اس پانی کو نہ دیکھ پائیں۔

۵۷۔ ہاتھوں کو دھوتے ہوئے نرمی اختیار کرے تاکہ چلمچی سے چھینٹے باہر کی طرف گر کر کپڑے آلودہ نہ ہوں۔

۵۸۔ ہاتھ خشک کرنے کے لئے اپنا رومال استعمال کرے اگر خادم کندھے پر موجود تولیہ وغیرہ کی طرف اشارہ کرے تو اس کے ذریعے ہاتھوں کو خشک کرے۔

۵۹۔ خادم کے حق میں دعا کرے اور دعا ان الفاظ میں ہونی چاہئے -طھرک اللہ من الذنوب العیوب " اللہ تعالیٰ تجھے گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے۔"

۶۰۔ خادم اپنے ہاتھوں سے دستر خوان کے کنارے آہستہ تھام کر مالک کے پاس لے جائے۔

۶۱۔ خادم دستر خوان بچھانے، چلمچی سے ہاتھ دھلوانے اور پانی وغیرہ پلانے کے دوران سیدھے ہاتھ کی طرف سے آغاز کرے
۔

۶۲۔ پانی پلاتے وقت خادم کٹورے یا گلاس کو سیدھ ہاتھ سے پکڑے اور الٹا ہاتھ اپنی پیٹھ پر رکھے اور اس دوران دایاں پاؤں کی انگلیاں باہم برابر رکھے اور خود حالت رکوع کی صورت اختیار کرے۔

۶۳۔ ساقی پانی پلانے کا آغاز صدر محفل سے کرے۔

۶۴۔ جن کو پانی پلا رہا ہو ان کے زیادہ نزدیک نہ جائے۔

۶۵۔ پانی پلانے میں جلد بازی سے کام نہ لے آرام اور نرمی سے پلائے۔

۶۶۔ تین دفعہ کے چکر میں محفل کو پانی پلائے۔

۶۷۔ گلاس کے باہر ٹپکنے والے پانی کو دوسرے ہاتھ سے پونچھے۔

۶۸۔ گلاس کے پیندے کو بھی صاف رکھے۔

۶۹۔ گلاس لیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

۷۰۔ اگر کٹورہ دستہ والا ہو تو دستے کو پانی پینے والے کے سیدھے ہاتھ میں دے۔

۷۱۔ پانی تین سانسوں میں نوش کرے۔

۷۲۔ جب پانی پی لے تو الحمد للہ کہے۔

۷۳۔ پانی پھر پینا ہو تو مکمل یعنی پورا گلاس پی لینا چاہئے اور پانی واپس منہ سے گلاس کی طرف نہ ڈالے۔

۷۴۔ کٹورے میں پھونک نہ مارے۔

۷۵۔ گلاس واپس کرتے ہوئے ساقی کے لئے یوں دعا کرے۔ سقاک اللہ من شراب الجنۃ "اللہ تجھے جنت کے پانی سے سیرابی نصیب کرے۔"

۷۶۔ گرم گرم کھانے سے احتراز کرے تاکہ منہ نہ جل جائے۔

۷۷۔ کھانے میں شریک لوگوں پر ظلم نہ کرے۔ (یعنی جلدی جلدی یا بڑے بڑے لقموں سے ان کا حصہ نہ کھائے۔)

۷۸۔ کھانا ضرورت کے مطابق کھائے اگر ضرورت کے وقت رفع حاجت کے لئے جائے تو باوضو رہنے والوں کے حق میں وضو مکمل کرنا واجب ہے۔

۷۹۔ بیت الخلاء میں جاتے وقت (باقی صفحہ نمبر ۲۳ پر)

معارفِ نوربخشیہ

شمس الدین اسیری لاہیجی | ڈاکٹر غازی محمد نعیم

تعارف:

بسم اللہ الرحمن الرحیم○ شمس الدین اسیری لاہیجی غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش کے خلفاء میں سب سے شاندار علمی اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ شاہ سید محمد نور بخش کی اسیری سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ انہیں فرزند جانی کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوستری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف 'مجالس المومنین' میں لکھتے ہیں کہ 'الشیخ الفاضل الموحد الکامل شمس الدین محمد بن یحیٰی بن علی علاء الجیلانی الذہبی النور بخشی قدس سرہ' اعظم و افضل و اکمل خلفائے حضرت سید محمد نور بخش است اگر جمیع سلسلۂ نور بخشیہ بلکہ تمام سلسلۂ علیۂ ہمدانیہ بلکہ کافۂ سلاسل صوفیہ بوجود او افتخار کنند می گنجد'۔ 'شیخ فاضل موحد شمس الدین محمد بن یحیٰی بن علی علاء جیلانی ذہبی نور بخشی شاہ سید محمد نور بخش کے اعظم، افضل اور اکمل خلفاء میں سے ہیں اگر کل سلسلہ نور بخشیہ بلکہ سلسلہ عالیہ ہمدانیہ بلکہ تمام سلاسل تصوف ان کے وجود پر فخر کریں تو بجا ہے'

اسیری سلسلہ نور بخشیہ کو سفینۂ نوح کی مانند قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ 'حصول مقصد کے لئے عروۃ الوثقیٰ کو تھام لینا اور سلسلۃ الذہب سے تمسک رکھنا ضروری ہے اور یہ حضرت سید محمد نور بخش کے طریقوں اور ارشاد کی روشنی میں آئے بغیر ممکن نہیں ہے۔'

اسیری نے سولہ برس شاہ سید محمد نور بخش کی خدمت کی اور مرشد کی وفات کے بعد آپ شیراز آئے اور ایک خانقاہ تعمیر کی جس کا نام خانقاہ نوریہ رکھا اور بقیہ زندگی چلہ کشی اور ذکر و فکر میں گزار دی۔ آپ کو وفات کے بعد اسی خانقاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کی تصانیف میں مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز اور مثنوی اسرار الشہود بہت مشہور ہیں۔ مفاتیح الاعجاز شیخ محمود شبستری کی مشہور مثنوی 'گلشن راز' کی عارفانہ شرح ہے جبکہ مثنوی 'اسرار الشہود' میں نور بخشی طریق سلوک کے جملہ اسرار و رموز کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

برادرم مولانا غلام حسن حسنو نے اسیری کی اس شہرۂ آفاق مثنوی پر تحقیق کے بعد اس کا اردو میں منثور ترجمہ کیا ہے اور انہی کی تحریک پر راقم السطور نے اس عظیم الشان مثنوی کو اردو نظم کے قالب میں ڈھالنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پوری مثنوی قارئین نوائے صوفیہ کی خدمت میں قسط وار پیش کی جائے گی اور انجام کار اسے کتابی صورت میں منظر عام پر لایا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ توکلت علیہ وھو رب العرش العظیم○

حمدِ باری تعالیٰ

هست بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	پڑھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فاتحہ آیاتِ اسرارِ قدیم	تا کھلیں آیاتِ اسرارِ قدیم
نامِ حق سر دفترِ هر دفتر است	نامِ حق تحریر کا سرمایہ ہے
انچہ بی نامِ خدایست ابتر است	جو تہی اس سے ہو وہ بے مایہ ہے
افتتاحِ نام ها وز نامِ اوست	ابتدا ہر نام کی اس نام سے
هر دو عالم جرعہ نوشِ جامِ او	پی رہا ہے ہر کوئی اس جام سے
حمدِ بی علت خدا را لایق است	حمدِ بے علت اسی کو ہے روا
علت و معلول بر وی عاشق است	علت و معلول ہیں جس پہ فدا
ان خداوندی کہ در بدوِ وجود	ہو گیا جس دن سے آغازِ وجود
هر زمان خود را بنقشی وا نمود	اک نہ اک نقشے میں ہے اس کی نمود
حمدِ قولی چیست اقرارِ زبان	حمدِ قولی کیا ہے اقرارِ زبان
حمدِ فعلی طاعت و اعمال دان	حمدِ فعلی کی اطاعت ترجمان
در حقیقت حمد ان باشد کہ تو	در حقیقت حمد کہتے ہیں اسے
بودہ باشی دائماً با یادِ او	یاد اس کی ہر گھڑی دل میں رہے
گفت پیغمبر کہ لا احصی ثناء	خود پیمبرؐ نے کہا ہے، ربنا

حامد تو هم توی یا ربنا

حمد کا تیری نہ ہو گا حق ادا

چوں بعالم نیست غیر از یار کس
حامد و محمود هم خود بود و بس

تو کہ حامد بھی ہے اور محمود بھی
بجز ترے کوئی نہیں موجود بھی

جملہ ذرّاتِ جهان مرات اوست
هر چه [illegible] نی مصحفِ آیاتِ اوست

دونوں عالم ہیں اسی کا آئینہ
ہے ہر اک ذرّے میں وہ جلوہ نما

جملہ موجودات بی کام و زبان
حمد او گویند پیدا و نهان

ماورا ہر شے ہے قیل و قال سے
حمد پڑھتی ہے زبانِ حال سے

ای منزّہ ذاتت از فهم و عقول
و ز صفاتت دُور عقلِ بوالفضول

اے کہ عقل و فہم سے بالا ہے تو
تجھ کو کیا پائے گی عقلِ حیلہ جو

عقلِ کُل از جامِ عشقت جرعہ نوش
نفسِ کُل مستانہ از شوقت جوش

عقلِ کُل خرمن کا تیرے خوشہ چیں
نفسِ کُل خود شوق سے اندوہ گیں

جرعۂ نوشید از عشقت ملک
گشتہ سرگردان بگردد چون فلک

جام تیرے عشق کا پی کر ملک
ایسے سرگرداں پھریں جیسے فلک

زآتشِ عشقت فروزان مهر و ماه
زهره و کیوان برین دعویٰ گواه

عشق کے آتش سے روشن مہر و ماہ
جملہ اجرامِ فلک اس پہ گواہ

مشتری افروختہ شمعی ز نور
در طلب کاریت گشتہ ناصبور

نور سے تیرے ہے روشن مشتری
تیرے دم سے اُن کی شوریدہ سری

تیر و بهرام از طلب بر سر دوان
گشته جویای تو بر گرد جهان

تیر و بہرام عشق میں سیار ہیں
روز و شب گردِ جہاں دوّار ہیں

گرد کویت ئہ فلک اندر طواف
چرخ و انجم را ازین شیواست لاف

نو فلک پھرتے ہیں گردِ کوئے یار
چرخ و انجم کا اسی پہ ہے مدار

از میِ عشقت عناصر سرخوش اند
از هوای روی تو در آکشند

ہیں عناصر مستِ ذوقِ آگہی
عشق سے تیرے ہے اُن کی سرخوشی

ریختی یک جرعه دردی بر جماد
مست و لی خود کشت و بر خاک افتاد

جب اک قطرہ سنگ و خاک پر
گر گئے وہ ہو کے بے ہوش و خبر

چون نباتِ مُرده از وی نوش کرد
سر بر آورد از زمین و جوش کرد

سبزہ و گل نے جب اک قطرہ چکھا
آنِ واحد میں گلستاں کھل اُٹھا

سرو و شمشاد از نشاطش سبز و خوش
در هوایش گشته رقصان بیدوش

سرو و شمشاد اس قدر شاداں ہوئے
سرخوشی سے باغ میں رقصاں ہوئے

شُد بنفشه سرنگون از طرزِ او
جامه نیلی کرده است از دردِ او

ہے بنفشہ اُس کے غم میں سرنگوں
رنگِ جامہ سے عیاں دردِ دروں

از خمارش لاله دارد داغ دل
از غمش او را فرشد پابه گل

لالۂ صحرا کھڑا ہے پا بہ گل
چھپ نہیں سکتا چھپائے داغ دل

یاسمین و گل ز هستی جامه چاک
گاه خدانند گاهی دردناک

یاسمین و گل گریباں چاک ہیں
ہیں کبھی خنداں کبھی غمناک ہیں

هست و لا یعقل فتاده زر خاک
باده می آید جای خون ز تاک

خاک میں غلطاں زرِ خالص ولے
مے ٹپکتی ہے رگِ انگور سے

ورد و ریحان عاشقِ رویت جان
سوسن اندر شوقِ تو گشته ژیان

روئے زیبا پر گل و ریحاں فدا
کر دی سوسن نے بھی اپنی جاں فدا

هر گیاهی کو برآید از زمین
هست عشقت دیدم از عین الیقین

الغرض دیکھی عجب میں نے بہار
گھاس کی پتی بھی مستِ عشقِ یار

جمله حیوان از میِ عشقِ تو مست
گشته جویای تو در بالا و پست

جو بھی ہے ذی رُوح مستِ عشق ہے
جستجو کی ہر کوئی پیتا ہے مے

بلبل از شوقِ گلِ رویت جان
واسماً در نالهٔ زار فغان

روز و شب ہے بلبلِ شیریں زباں
اس گلِ رُخ کے لئے محوِ فغاں

فاخته کوکو زنان در کوی تو
نالهٔ قمری ز شوقِ روی تو

فاختہ کوکو کرے در کوئے یار
نالۂ قمری میں شوقِ روئے یار

جمله وحش و طیر مستِ جامِ عشق
جان هر یک گشته دُرد آشامِ عشق

مستِ مے ہیں کیا وحوش و کیا طیور
عشق سے اس کے ہے ہر جاں ناصبور

جاری ہے

تذکرۂ اہلِ وفا

اخوند غلام مہدی سے انٹرویو

محمد علی غلوی ایم ایس سی (باٹنی) و شاہد حسین

جناب اخوند غلام مہدی مزاج کوئٹہ میں گزشتہ ۲۱ برسوں سے نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ کوئٹہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے میٹرک کے بعد فاضل عربی کا امتحان اوپن یونیورسٹی سے پاس کیا۔ تیرہ برس تک مختلف دینی مدارس میں حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا۔ قرآن پاک کی پروف ریڈنگ کا اعزاز بھی انہیں حاصل رہا۔ نیشنل نیوز ایجنسی میں حیثیت رپورٹر بھی کام کیا۔ اخوند صاحب شعر و شاعری کا بھی شغف رکھتے ہیں اور مزاج تخلص کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں نوجوان نسل کے لئے مقصد سے بے لوث وابستگی اور خدمت دین میں مستقل مزاجی کی روشن مثال موجود ہے۔ کوئٹہ میں ان کی مخلصانہ کوششوں سے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو بہت استحکام حاصل ہوا ہے۔ نوربخشی معاشرے کی مجموعی شیرازہ بندی، تعلیم و تربیت اور اقتصادی ترقی میں ان کا قابل تعریف کردار ہے۔

محمد علی: اخوند صاحب اپنا مختصر تعارف کروائیے۔

اخوند صاحب: میرا نام غلام مہدی ہے مزاج تخلص کرتا ہوں۔ ضلع گانچھے کے علاقہ سکنہ چھوربٹ سے تعلق ہے۔ میری عمر ۴۵ سال ہے۔

محمد علی: آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

اخوند صاحب: بچپن میں ہی حصول علم کا شوق تھا۔ ابتدائی قاعدہ دستیاب نہ ہونے کے باعث براہ راست قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ مسجد میں بیٹھ کر اخوند صاحبان کی قراءت سنتا اور ذہن نشین کرلیا کرتا۔ علم کا شوق مجھے کشاں کشاں خپلو لے گیا جہاں مرحوم بوا عون علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر وہ مصروفیات کے باعث وقت نہ نکال سکے۔ چنانچہ میں سکردو چلا آیا جہاں حصول علم اور محنت مزدوری کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری رکھا، پھر حوالدار عبداللہ صاحب اور علی بیگ کی وساطت سے لاہور پہنچا۔ یہاں میں نے کتابوں کی ایک دکان پر کام شروع کیا اور ساتھ ہی جامع المنتظر اور جامع سراج الاسلام میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں میں نے لاہور کے مدارس میں ۱۳ سال گزارے مگر اسلام کی اصل روح کے مطابق تعلیم کہیں بھی نہ مل سکی چنانچہ ۱۹۷۳ء میں کراچی گیا اور وہاں پیش امام کی حیثیت سے ۹ ماہ خدمت کی۔

محمد علی: قیامِ لاہور کی طویل مدت میں آپ کی اور کیا مصروفیات رہیں؟

اخوند صاحب: میں قرآن پاک پر عبور حاصل کرنے میں کوشاں تھا کہ ان دنوں افتخار بک ڈپو نے مجھے قرآن پاک کی پروف ریڈنگ کی ذمہ داری دے دی۔ میں نے اس کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھا اور ان کے شائع کردہ نسخے میں چالیس غلطیوں کی نشاندہی کی۔

محمد علی: تو کیا آپ کبھی اپنے گاؤں واپس بھی گئے؟

اخوند صاحب: جی ہاں لاہور اور کراچی (باقی صفحہ ۸ پر)

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سے مفید تر سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ غیر مفید اور فتنہ انگیز سوالات کے جوابات شائع نہیں کیے جاتے۔ بعض سائلین حضرات اپنا نام اور پتہ درج نہیں کرتے۔ لہذا سائلین سے تاکید اً گزارش ہے کہ وہ اپنا نام اور پتہ ضرور لکھا کریں۔ اس کے بغیر ان کے سوالات قابل اشاعت نہیں سمجھے جائیں گے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

سوالات

سوال نمبر ا۔ ایک زمیندار اپنی زرعی زمین کے نصف حصے میں جو کی بوائی کرتا ہے اور نصف حصے میں گندم کی۔ دونوں کی فصلوں کی مجموعی پیداوار نصاب زکوٰۃ کو پہنچتی ہے۔ ہر ایک فصل الگ الگ نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچتی۔ کیا دونوں فصلوں کی مجموعی پیداوار کے لحاظ سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

سائل محمد یوسف نذیری بلغاری مرمیونگ

سوال نمبر ۲۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دشمن کے ساتھ جنگ میں جو مسلمان فوجی جوان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کو شہید کا رتبہ نہیں ملتا کیونکہ وہ تنخواہ دار ملازم ہے اور راشن خور بھی ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

سائل صوبیدار محمد خان ۵۰ ۴ مونٹین بیٹری

سوال نمبر ۳۔ کیا نماز وتر کی قضا بھی پڑھی جاتی ہے؟

سوال نمبر ۴۔ نماز جمعہ نہ ملے تو نماز ظہر کی بجا آوری ادا کے طور پر کی جائے گی یا قضا کے طور پر؟

سوال نمبر ۵۔ کیا عورتیں بھی مردوں کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھ سکتی ہیں؟

سائل حامد حسین حامد سرموں چھوغوگرونگ

جوابات

جواب نمبر ا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

گندم اور جو میں سے ہر ایک کا نصاب کی مقدار کو پہنچنا وجوب زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے۔ اگر ہر ایک مستقل طور پر زکوٰۃ کی نصاب کی مقدار کو رسائی نہ پا جائے تو کوئی زکوٰۃ شرعاً واجب نہیں ہوتی۔ دونوں کو ملانے پر زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچنا یہاں پر وجوب زکوٰۃ کا باعث نہیں ہے۔ لہذا سوال مذکور میں جوابات کہی گئی ہے اس صورت میں کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

دشمن کے خلاف جنگ لڑتے ہوئے جو فوجی جوان دے دیتا ہے وہ شہید ہے۔ اسے شہید کا رتبہ نہ ملنے والی بات کمزور ہے۔ جی ہاں فوج ہر حال میں حکومت کے وفادار ملازم کی حیثیت

اپنی ذمہ داری سنبھالتی ہے۔ فوج کا پورا خرچ حکومت برداشت کرتی ہے۔ ایسا کرنا ہی پڑتا ہے، ورنہ فوج اپنی معاشی ضروریات کی خاطر دفاعی لوازمات چھوڑ کر کسبِ معاش میں لگ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں کسی بھی ملک کا دفاعی نظام بری طرح متاثر ہو سکتا ہے۔ پس غیر مسلم فوج کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والا ہر فوجی شہید کہلائے گا اور اس کو شہید کا ہی رتبہ ملے گا۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

شریعتِ محمدیہ کی رو سے نمازِ وتر سننِ راتبہ میں شامل ہے۔ لہٰذا یہ نماز اگر کسی سے رہ جائے اس کی کوئی قضا واجب نہیں ہوتی کیونکہ نمازِ وتر خود بھی کوئی واجب نماز نہیں ہے بلکہ سنن راتبہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ پس سنت کی کوئی قضا نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

چونکہ نمازِ جمعہ نمازِ ظہر کی جگہ لیتی ہے، اگر کوئی نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے رہ جائے تو اس کے ذمے نمازِ ظہر کی جاآوری واجب ہو جاتی ہے وہ بطورِ ادا ظہر کی نماز جالائے گا۔ ہاں اگر وقت ہی فوت ہو چکا ہو تو پھر قضا واجب ہو جائے گی۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

جی ہاں عورتیں بھی عیدین کی نماز پڑھ سکتی ہیں۔ بس کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے پردے کا خاطر خواہ انتظام ہو اور خواتین پردے کے پیچھے عیدین کی نماز جالائیں۔ اسی طرح سے نمازِ جمعہ بھی خواتین جالانا چاہیں تو ان کے حق میں ظہر کی نماز کے جائے نمازِ جمعہ کافی ہو گی۔ بہر حال پردے کا اہتمام ضروری ہے۔ پردے کا اہتمام نہ ہو تو درست نہیں۔

امید ہے کہ سائلین اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

بقیہ : مجموعۂ شریعتِ محمدیہ ﷺ

اسی طرح سے ایک ہی رکعت میں صرف سورۂ فیل کی قراءت کی جائے تو بہتر ہے اسی طرح سے ایک ہی رکعت میں صرف سورۂ قریش پڑھی جائے تو بھی بہتر ہے۔ اس سے نماز کا بطلان لازم نہیں آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مبطلاتِ نماز میں مذکورہ امور شامل نہیں ہیں۔

ہاں بعض مکاتبِ فکر والوں کے نزدیک سورۂ والضحیٰ اور سورۂ انشراح کو ایک ہی رکعت میں یکجا کر کے پڑھنا واجب ہے۔ ان کے نزدیک اکیلی اکیلی پڑھی جائے تو نماز باطل ٹھہرتی ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک سورۂ فیل اور سورۂ قریش کو ایک ہی رکعت میں یکجا کر کے پڑھنا واجب ہے۔ اکیلی اکیلی پڑھی جائے تو نماز باطل ٹھہرتی ہے لیکن مجموعۂ شریعتِ محمدیہ کی رو سے اصل حکم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ : احوال شاہ قاسم فیض بخش

سے اس کا نام 'امامیہ' تجویز ہوا۔ اس کے قلمی نسخوں میں باب الصلوٰۃ اور باب الصوم موجود ہے جبکہ زکوٰۃ اور خمس کے ابواب بعد کا الحاق ہیں۔ اس رسالے کے بلتستان میں لکھی جانے کا ثبوت اس کی غیر معیاری بلتی قسم کی فارسی، بلتی زبان کے بہت سے تراکیب کی موجودگی، بلتستان کے علاقہ شیگر اور کریس کے پیمانوں کا بیان، انگریز، انگریزی جیسے الفاظ کا استعمال ہے ☆

دنیائے تصوّف کی خبریں

جی۔ ایچ معروفی

تعاون کی اپیل :

الحمد للہ جذبۂ ایمانی سے سرشار اہل نوربخشیہ کے تعاون سے انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل لداخ کی ازسر نو تشکیل عمل میں آئی ہے۔ اراکین انجمن کی نیک نیتی اور بے لوث خدمت ہی انجمن کی ترقی کا راز ہے۔ میں رضاکارانہ طور پر خدمات سرانجام دینے والے نوجوانوں کا شکر گزار ہوں اور ملازمین، کاروباری حضرات، اہل حرفہ اور مخیّر حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ سہ ماہی بنیاد پر مقرر شدہ زرچندہ متعلقہ سکریٹری کے ہاں بذریعہ ممبر جمع کرائیں۔ لداخ، نوبرا اور امباڑی کے اہل نوربخشیہ سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس انجمن میں دو دو ممبروں کا انتخاب کر کے انجمن ہذا سے تعلق پیدا کریں تاکہ فلاح وبہبود کے کام سرانجام پا سکیں۔ کرگل کے نوربخشیوں سے یہ بھی اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنی زکوۃ، فطرہ اور صدقات بھی انجمن کے لئے وقف کریں۔

سید محمد شاہ

نگران اعلیٰ انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل

این وائی ایف شیگر کا جلاس :

این وائی ایف گلاب پور شیگر کا ایک اجلاس ہوا جس میں جناب نیاز علی صاحب ایڈوکیٹ، عبداللہ ہارون، حافظ سلیم، عبدالمجید، فدا حسین ابدالی اور اکبر جاوید ابدالی کے علاوہ بہت سے کارکن موجود تھے۔ شرکاء نے سلیم عباس گلاب پوری کے والد کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور قبلہ سید نواز حسین حسینی کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہونے پر مبارکباد پیش کی۔

این وائی ایف شیگر کا اجلاس :

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں مقیم این وائی ایف شیگر گلاب پور یونٹ کے اراکین کا ایک اجلاس ہوا جس میں اخوند علی محمد شیگری صاحب مہمان خصوصی تھے۔ شرکاء نے سید نواز حسین صاحب کو فریضہ حج ادا کرنے پر مبارکباد دی۔

ہادی علی تمنا شیگری

کیڈٹ محمود علی کا اعزاز :

حسن آباد چھورمٹ کے محمود علی جو آرمی پبلک سکول گلگت کے ہونہار طالبعلم شمار ہوتے تھے اور ۱۹۹۹ میں اپنے سکول سے نمایاں اعزازات حاصل کئے تھے حال ہی میں ملٹری کالج جہلم کے داخلہ امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ملٹری کالج جہلم میں داخلہ پانے والا چھورمٹ کا یہ پہلا طالبعلم ہے۔

حوالدار غلام محمد کوروی گلگت

انتقال پُر ملال :

معروف سماجی شخصیت اور نوائے صوفیہ کے قلمکار جناب ذاکر حسین ذاکر صاحب کے سسر ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

غورسے مختصر علالت کے بعد ۵ مئی ۲۰۰۰ء کو سکردو میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کے جسد خاکی کو مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو میں تجہیز و تکفین کے بعد آبائی گاؤں غورسے لے جایا گیا۔ نماز جنازہ میں عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مرحوم کو ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی بھی ہوئی۔ مرحوم سماجی، مذہبی اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور علاقہ کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔

غلام حسین دانش غورسوی

متعلم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

این وائی ایف کے کارکنوں سے التماس

این وائی ایف کے تمام یونٹوں کے کارکنوں اور کرم فرماؤں سے التماس ہے کہ این وائی ایف کراچی مرکز نے جو سال نو کا کیلنڈر جاری کیا تھا اس کا ہدیہ تاحال موصول نہیں ہوا ہے۔ تمام متعلقہ حضرات سے گزارش ہے کہ وہ رقوم کراچی مرکز کو مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما کر این وائی ایف کے مشن کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

محمد افضل سلتروی لائبریرین

این وائی ایف سنٹرل لائبریری کراچی

معرفت مکان نمبر ۳۰۷ گلی نمبر ۳۱

لیاقت اشرف کالونی نمبر ۲ محمود آباد نمبر ۶

کراچی نمبر ۴۴

این وائی ایف ہوشے یونٹ کا اجلاس :

لنن وائی ایف ہوشے یونٹ کا ایک اجلاس ہوا جس میں یونٹ کے صدر غلام حسین تبسم نے ذاتی مصروفیات کے باعث صدارت کے عہدے سے استعفیٰ پیش کیا۔ موصوف نے تنظیم کو فعال بنانے میں

بہت جدوجہد کی۔ نومنتخب کابینہ کے ارکان درج ذیل ہیں:

۱۔ حسن راشد	
۲۔ ابراہیم خلیل	سینیر نائب صدر
۳۔ یحو علی	نائب صدر
۴۔ ستار حسین	جنرل سکریٹری
۵۔ علی حسن	چیف آرگنائزر
۶۔ سید انور علی	سوشل سکریٹری
۷۔ ممتاز علی	جوائنٹ سکریٹری
۸۔ ذوالفقار علی	ناظم اجلاس
۹۔ ابراہیم	مدد وچندہ سکریٹری
۱۰۔ علی حسن	رابطہ سکریٹری

حسن راشد صدر

صوفیہ ایسوسی ایشن فیصل آباد کے نو منتخب عہدیداران:

صوفیہ ایسوسی ایشن فیصل آباد کے نو منتخب عہدیداران کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ صدر	مشتاق احمد بلغاری
۲۔ نائب صدر	مدثر شہزاد آف صادق آباد
۳۔ جنرل سکریٹری	اختر حسین سکردو
۴۔ آفس سکریٹری	سید ذوالفقار حسین شاہ پاروچنار
۵۔ رابطہ سکریٹری	محمد زبیر بلتی
۶۔ سکریٹری نشرواشاعت	عثمان علی صادق آباد
۷۔ ناظم اجلاس	عبدالرحمان تھگس
۸۔ فنانس سکریٹری	غلام تھگس

تنظیم ریاض الاولیاء کا اجلاس:

کراچی میں مقیم اہل کورو کی تنظیم ریاض الاولیاء کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں تنظیم کے جنرل سیکریٹری محمد علی روزی کے والد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کے حق میں فاتحہ خوانی کی گئی۔

محمد علی فنانس سیکریٹری

تعزیتی اجلاس:

گزشتہ دنوں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ہوشے یونٹ کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں این وائی ایف ہوشے یونٹ کے ڈپٹی جنرل سیکریٹری ابراہیم خلیل شیدائی کی اچانک رحلت پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور قرآن خوانی بھی کی گئی۔

نثار حسین جنرل سیکریٹری

بقیہ: اخوند غلام مہدی سے انٹرویو

میں قیام کے بعد میں اپنے آبائی گاؤں چلا گیا جہاں کچھ مدت قیام اور خانہ آبادی کے بعد واپس کراچی گیا۔ اسی اثنا میں کوئٹہ میں نوربخشی مسجد کے قیام کی تجویز سامنے آئی تو میں کوئٹہ منتقل ہوا۔



اخوند غلام مہدی صاحب پیش امام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ محمد علی خلوی صاحب کو اپنے تاثرات قلمبند کرا رہے ہیں۔

اس وقت کوئٹہ میں صرف بارہ تیرہ نوربخشی تھے۔ کرنل غلام حیدر صاحب میجر ہوا کرتے تھے ان کی مساعی سے ہم نے مسجد کمیٹی بنوائی اور الیکشن کروائے۔ چند شرپسندوں نے روڑے اٹکانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ کمیٹی نے مسجد کے لئے جگہ کا انتخاب کیا اور ایک کچی مسجد بنائی اور شب قدر سے عبادت کا سلسلہ شروع کیا۔ میں نے نوکری کو خیرباد کہہ کر یہیں رہائش اختیار کرلی اور دلجمعی سے کام جاری رکھا۔ اب اللہ کے فضل سے انجمن کی کافی جائیداد ہے۔

محمد علی: مسجد کی توسیع کا بھی کوئی پروگرام ہے؟

اخوند صاحب: جی ہاں مسجد چھوٹی ہے اور اور اس کی تعمیر نو اور توسیع وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

محمد علی: کوئٹہ میں مقیم نوربخشیوں کی دینی تعلیم کے لئے آپ نے کیا پیش رفت کی ہے؟

اخوند صاحب: ہم نے اپنے نونہالوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا پورا بندوبست کیا ہے اس وقت تقریباً ۳۵ طلباء و طالبات ناظرہ قرآن، دعوات اور فقہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سب سے کم عمر طالب علم عارف حسین ہے جس نے ۵ سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا اور سب سے معمر طالبہ ۶۰ سالہ خاتون سلطان بی بی ہیں جنہوں نے تین برس کی محنت شاقہ کے بعد قرآن پاک ختم کیا ہے۔ حصول علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ سلطان بی بی کا جذبۂ حصول علم تمام لوگوں کے لئے ایک روشن مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔

محمد علی: اخوند صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات ہمارے لئے نکالے۔ ☆

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

بامہ سالک

قارئین کے خطوط

مارچ ۲۰۰۰ء کا شمارہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ نوائے صوفیہ سے گھر اگاہ ہونے کی بنا پر دسمبر ۱۹۹۹ء میں سالانہ چندہ ارسال کیا تھا اس کے بعد میرا تبادلہ سکردو سے وادی لپہ آزاد کشمیر میں ہو چکا ہے۔ فاچو حامد شاہد نے رسالے کے اندر جس خلوص کا اظہار کیا تھا اس کا میں ممنون ہوں۔ نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کو اپنے مسائل سے آگاہ کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

سپاہی حامد علی خپلو چھی

6NLI c/o FPU 17 A alpha coy.

لب تعویذ تقریر سمیت نوائے صوفیہ کے مشمولہ مضامین سے خوش ہوا۔ واقعی ہمارے علماء کا کردار فرض سے روگردانی کا ہے کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ نامور علماء کرام اپنے قلم کا قرض بھی ادا کرتے۔

ملت نوربخشیہ اور قارئین نوائے صوفیہ آپ کے زیر بار ہیں جو اپنے محدود وسائل سے رسالے کی اشاعت کو جاری رکھا ہوا ہے انشاء اللہ ہم سب قارئین نوائے صوفیہ کے تالاب کو پانی کی بجائے دودھ سے بھر دیں گے۔ میں تمام انجمنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ نوائے صوفیہ کے لئے مختص کریں۔

م۔ ش کوروی کھرمنگ طولتی

مولوی محمد رضا ضیاء فاضل عربی

رسالے کا تازہ شمارہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ رسالہ معراج المؤمنین کی تیاری پر میری طرف سے مولانا محمد رضا ضیاء صاحب کو مبارک باد پیش ہے مجھے نوائے صوفیہ کے ساتھ اس رسالے کی ایک کاپی بھی ارسال کریں۔

صوبیدار محمد خان ۵۰ ہیٹری

نوائے صوفیہ کے لئے پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ کارکنوں کی صحت و سلامتی کے لئے دعاگو ہوں۔ رسالے کے مضامین معیاری اور قابل تعریف ہیں۔

زاہد حسین کوروی

نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کے لئے ایک روشن ستارے کی طرح ہے ایسا نور جس سے اہل نوربخشیہ کے دل منور ہوتے ہیں۔ مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امباڑی ڈیرہ دون کے طلباء کی تصاویر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں اس رسالے کا مستقل خریدار بنا چاہتا ہوں۔ آئندہ سے رسالہ میرے نام جاری فرمائیں۔

ہے تصوف کے لئے کوشاں نوائے صوفیہ ۔
گلشن دین کا گل و ریحاں نوائے صوفیہ

نور حسن نوری معلم

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو

میری طرف سے کرگل دراس اور لداخ کے بھائی بہنوں اور قارئین نوائے صوفیہ کو سلام۔ اللہ سب لوگوں کو نوائے صوفیہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صوبیدار محمد خان ۵۰ ماؤنٹین بٹری

ایک سوال ارسال ہے جواب سے نوازیں۔

غلام رسول کوروی کراچی

امید ہے نوائے صوفیہ کے تمام قلمکار عافیت سے ہوں گے۔ نوائے صوفیہ میں تذکرہ اہل بیت کا گوشہ کچھ تشنہ معلوم ہوتا ہے ادھر بھی توجہ دیجئے تاکہ جامعیت میں اضافہ ہو۔

نائیک کلرک سخاوت ۱۹ این ایل آئی

بندہ نے دسمبر ۱۹۹۹ء میں قارئین نوائے صوفیہ کی فہرست میں اپنا نام شامل کروایا۔ جنوری ۲۰۰۰ء کا شمارہ ملا۔ رسالہ کھول کر دیکھا تو جیسے چودھویں کے چاند اور آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتا تھا اور ایسی خوشبو آتی تھی جیسے گلزار جنت میں پہنچے ہوں۔ فروری مارچ اور اپریل کے شمارے بھی ارسال فرمائیں۔

محمد ایوب صوفی براہوی ۷ این ایل آئی

نوائے صوفیہ کی وساطت سے انڈیا کے نوربخشی بھائیوں کے مدرسہ قائم کرنے کا حال معلوم ہوا۔ اللہ اس مدرسے کو ہمیشہ قائم دائم رکھے۔

غلام مہدی اینڈ محمد حسین فاروقی کوروی کراچی

اس بار نوائے صوفیہ خوب ترسا ترسا کر شائع کیا۔ آپ نے ادارتی سلسلہ "تفکر و تذکر" کیوں شامل نہیں کیا ہے۔ نوائے صوفیہ علمی دنیا میں اپنا مقام بنا چکا ہے اب اس کا تحفظ ہم سب کا فریضہ ہے۔ روح اور روحانیت کی آخری قسط اور رسالہ آداب سفرہ کا ترجمہ ارسال ہے۔ بندہ کے خریداری نمبر ۶۱ پر ترسیل رک گئی ہے شمارہ نمبر ۵۴ تا ۵۶ ارسال کریں۔

شکور علی انور گلگت

اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کو لازوال ترقی دے۔ دسمبر کا شمارہ پڑھا۔ سب مضامین معیاری اور سبق آموز تھے لیکن افسوس رسالہ تاخیر سے ملتا ہے۔

سپاہی غلام مہدی شہباز کھرکوی ۱۰ این ایل آئی

کئی اسلامی کتابوں کے ترجمے اور نوائے صوفیہ کی اشاعت پر علامہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں چند مسائل کے جواب درکار ہیں۔

گمنام

نوائے صوفیہ کے قلمکاروں اور منتظمین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام عرض ہے۔ بے شک نوائے صوفیہ مذہب حقہ کی ترویج کے لئے دن رات مصروف عمل ہے۔

میرا پتہ تبدیل کریں۔ نیا پتہ یہ ہے۔

نائیک کلرک سخاوت حسین

شمارہ ۵۵ کے مضامین بہت دلچسپ تھے۔ نوائے صوفیہ کی مسلسل کامیاب اشاعت پر مبارکباد پیش ہے۔ رسالہ معراج المؤمنین میرے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

سپاہی محمد باقر

حلیۂ مبارک سرورِ کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ

سراپا نگار: حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مترجم: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

سرشتِ پاک میں ان کی ملاحت — سراپا حسن و خوبی اُن کی صورت
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

ہے ان کا حُسن سب عالم میں مشہور — دل اُس کا صید سب ملنے پہ مجبور
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

چھپاتا بدرِ کامل اپنا چہرہ — نظر آتا تھا جس دم اُن کا جلوہ
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

میانہ قد رسول اللہؐ کا تھا — بہت اُن کا مگر رُتبہ بڑا تھا
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

نمایاں سب سے تھے وہ سروقامت — بہاتے تھے وہ دریائے سخاوت
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

معیت میں کوئی چلتا تھا اُن کی — تو حق قامت بڑھا دیتا تھا اُن کی
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

نمایاں روئے اطہر پہ تھی عظمت — تھی خوبی کا نمونہ ان کی قامت
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

شبِ دیجور تھے موئے مبارک — عجب فیاض تھی خوئے مبارک
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

گھنے تھے اُن کے گیسوئے مبارک — تھے خمدار و حسیں موئے مبارک
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

کیے رکھتے تھے وہ گیسو کو شانہ — فدا ہوتا تھا جن پہ اک زمانہ
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

تھی منزل زُلف کی دوشِ مبارک — مگر آتی تھی تا گوشِ مبارک
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

مبارک رنگ تھا حضرتؐ کا روشن — کہ اُن کی ذات تھی برکت کا معدن
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

ہو رنگ ان کے تھے سرہا اشکوں کے — تھے چرچے ان کے رخ کے اور دہاں کے
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

حضور پاکؐ کے صدرِ حسیں پر — سہاتی تھی لکیر اک موئے اطہر
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

حسن ابرو بھی مانندِ کماں تھے — وہ خوش نظار تھے اور خوش دہاں تھے
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

حسیں ابرو کہ جو باہم جدا تھے — زمانے میں وہ سب سے خوشنما تھے
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

تھا اک عرقِ مبارک اس حسیں کا — جو بیچ ابرو کے تھا رونق جبیں کا
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

جو وقتِ غیظ میں کرتا تھا جنبش — وگرنہ فیض کی تھی اس پہ بارش
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

کمالِ حسن تھا بینی مبارک — تھی ہموار و بلند اور خوب نازک
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

نہ بینی نے اس بینی سے بہتر — نہ گوش اس گوشِ اطہر سے حسیں تر
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

تھی وہ بینی مبارک مرکزِ نور — دلِ عشاق تھے مٹنے پہ مجبور
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

بہت ریشِ مبارک خوش نما تھی — کہ رنگت اس کی بس نورالہٰی تھی
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

محاسن ریشِ اطہر کے بکثرت — جو ہر اک کے لئے ہیں وجہِ رحمت
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

حسین و نرم رخسارِ مکرم — کہ جن سے تھا نزولِ نور ہر دم
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

دہانِ پاک ہر خوبی کا خاتم — برائے فیضِ خلق ان کے مکارم
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

نہایت معتدل ان کا دہن تھا — سراپا نعت ان کا ہر سخن تھا
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

ثنایا ان کے تھے دندانِ اطہر — بھرا تھا ان میں جیسے نور یکسر
خدا کی رحمتیں ہوں ان پہ نازل

خلائق پہ تھی فائق ان کی گردن
جو حسن و خیر کا تھی ایک معدن
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

وہ گردن بڑھ کے جو نقرہ سے چمکے
پڑے تھے اس میں عزت کے قلاوے
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

حضور پاکؐ کے محکم تھے اعضاء
ہلاکت میں پڑے سب ان کے اعداء
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

عرق تھا چشمہ ہائے آب رحمت
سراسر لطف تھی رفتارِ حضرتؐ
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

تھی نافِ پاک جس کی حدِ آخر
خوشی پاتا تھا جس کو دیکھ ناظر
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

عریض اُن کے تھے دوش و صدرِ اطہر
تھی جن کی قدر ہر اک شے سے بڑھ کر
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

تھا صدرِ پاک بالوں سے مزین
مگر جزو وسط تھا کل صدر روشن
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

تھے بال ان کے مبارک بازوؤں پر
اور اُن سے تھے مزیّن گوش اطہر
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

ہوئے تھے صید اُن آنکھوں کے سب دل
نگاہِ لطف تھی ہر اِک کی منزل
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

سواد چشم راتوں سے سیہ تر
حسد کرتے تھے حاسد جن پہ اکثر
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

حسیں ایسی تھیں بھر دید آنکھیں
تھیں جیسے چشمۂ خورشید آنکھیں
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

وہ آنکھیں خوشنما اور خوش نظر تھیں
جو یکساں حسن میں باہم دگر تھیں
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

تھی فیض چشم سے مخلوق سیراب
ہو نافع جوں زمیں میں چشمۂ آب
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

ہے آب چشم وجہِ نفعِ اثمار
حیات افزا ہے ان آنکھوں کا دیدار
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل

بیاضِ چشم تھی بے شک مکمل
کمال حسن بھی تھا اس میں شامل
خدا کی رحمتیں ہوں اُن پہ نازل